ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی
ڈاکٹر عبدالغفور بلوچ
ایسوسئیٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی
خلیل الرحمٰن اللہ بخش
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی

خنساء رضی اللہ عنہا حالات زندگی اور شاعری ایک تحقیقی جائزہ

THE LIFE AND POETRY AL-KHANSA (R.A): AN ANALYSIS

Abstract

Al-Khansa' is the most celebrated poetess of eulogy (marthiyya) in Arabic literature. Nineteenth-century Arab critics assigned al-Khansa' to secondary status in the hierarchy of Arab poets, yet she perfected the inherited forms and themes of traditional elegies by adding new expressions, emotions and imagery. Her elegies about her brothers and children demonstrate a marked shift in emotions and imageries from previous elegies. Her eulogy for her two brothers a blood brother Mu'awiya and a half-brother Sakhr, both killed in skirmishes with rival neighboring tribes are characterized by their pagan metaphors and brought her much fame. After Mu'awiya's death in a raid, al-Khansa' beseeched Sakhr to take vengeance on the offending tribe. Sakhr successfully defeated the tribe and killed his brother's murderers, but he was fatally wounded in the battle. Al-khansa's focus on Sakhr in her elegies could be attributed to his generosity, for he shared his wealth with his sister on multiple occasions when her husband had squandered his money on gambling. Sakhr had suffered for a year before he died. The poems al-Khansa' wrote during that year and the elegies she wrote after his death are some of the finest elegies in Arabic literature.

ان کا اصل نام تماضر بنت عمر بن حارث بن الشرید السلمی ہے اور ان کا تعلق بنو سلیم سے ہے۔ ان کا لقب خنساء ہے اور یہ اپنے لقب سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔(۱)

خنساء لقب پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کی ناک چھوٹی اور ناک کا بانسہ مرتفع تھا جس کو خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔(۲)

خنساء زمانۂ جاہلیت میں پیدا ہوئیں۔ ان کے سن پیدائش میں اختلاف ہے لیکن راجح قول ۵۷۵ء آپ ﷺ کی ہجرت سے ۴۷ سال قبل کا ہے۔(۳) انہوں نے معزز اور شریف خاندان میں پرورش پائی۔ ان کے والد عمرو بن حارث عرب کے بلند مرتبہ اور باعزت شخصیت تھے۔

ان کے دو بیٹے تھے اور یہ اپنے دونوں بیٹوں صخر اور معاویہ پر فخر کرتے تھے اور ان کے اوصاف کی تشہیر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قبیلہ مضر کے بہترین نوجوان ہیں۔ خنساء اپنے دونوں بھائیوں میں سب سے چھوٹی ہیں۔

یہ عرب کی خوبصورت ترین خاتون تھیں اسی وجہ سے عرب کے بہت سے سردار ان سے شادی کے خواہش مند تھے انہی میں سے ایک بنو مرہ کا سردار درید بن صمہ بھی تھا جو ان کی خوبصورتی سے بہت مرعوب تھا اور یہ ان کے بھائی معاویہ کا دوست اور حلیف بھی تھا۔ اس نے خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے صاف منع کر دیا اور کہا کہ میں اپنے قبیلے (بنو سلیم) میں ہی شادی کرنے کو ترجیح دیتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چچا کے بیٹے سے شادی کی۔(۴)

انہوں نے کتنی شادیاں کیں اس میں اختلاف ہے:

بعض کہتے ہیں کہ ان کی تین شادیاں ہوئی ہیں۔ ان کے شوہروں کے نام یہ ہیں:

(۱) رواحی (۲) عبد العزیٰ (۳) مرداس

پہلی شادی کس شخص سے ہوئی اس میں بھی اختلاف ہے۔

لیکن اکثر مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ ان کی دو شادیاں ہوئیں اور ان کے دو شوہروں کے نام یہ ہیں:

(۱) عبد العزیٰ (۲) مرداس

اور جن لوگوں نے تین شوہر شمار کیا ہیں ان کو مغالطہ ہو گیا ہے۔ اصل میں رواحی اور عبد العزی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ تو جن لوگوں نے تین کہا انہوں نے ان دونوں کو الگ الگ شمار کر لیا ہے۔

اس میں بھی ترتیب کا اختلاف ہے کہ پہلی شادی کس سے ہوئی لیکن اصح قول کے مطابق ان کی پہلی شادی عبد العزی سے ہوئی۔

لیکن عبد العزی سے شادی کے بعد کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ عبد العزی اچھے شوہر ثابت نہ ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی زندگی تکلیف میں گزری ہے۔

اب آیا عبد العزی نے ان کو طلاق دی تھی یا عبد العزی کا انتقال ہو گیا تھا تو راجح قول یہی ہے کہ

عبدالعزی نے ان کو طلاق دی تھی کیونکہ عبدالعزی ان کے بھائی معاویہ کے لشکر کے ۱۹افراد میں شامل تھا اور معاویہ کے ساتھ ہی قتل ہوا تھا۔اور قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دونوں شادیاں ان کے بھائیوں کے مرنے سے پہلے ہوئی تھی کیونکہ بھائیوں کے مرنے کے بعد انہوں نے سوگ کالباس پہن لیا تھااور ہر وقت ان کے غم میں رونا شروع کر دیا تھاتو سوگ کی حالت میں ان کی دوسری شادی کرنا محال ہے۔

بہر حال عبدالعزی کے بعد انہوں نے اپنے دوسرے چچا کے بیٹے مرداس سے شادی کی۔ یہ عبدالعزی کی بنسبت باوفا شخص ثابت ہوئے اور خنساء نے اپنے اشعار میں ان کی تعریف بھی کری ہے۔

یہ بات بھی لکھی ہے کہ مرداس کا انتقال بھی ان کے بھائیوں کے مرنے سے پہلے ہی ہو گیا تھا تب ہی ان کے بارے میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے مرثیہ منقول ہے ورنہ بھائیوں کے قتل کے بعد تو ان کو معاویہ اور صخر کا ہی غم لگ گیا تھااور وہ اسی غم میں گھلنے لگی تھیں اور صرف ان ہی کے بارے میں اشعار اور مرثیہ خوانی کرتی تھیں۔(۵)

عبدالعزی سے ان کی دو اولاد عمرو اور ابو شجرہ ہے۔

اور مرداس سے ان کے ۴ بیٹے (۱) عباس (۲) زید (۳) معاویہ (۴) ہبیرہ اور ایک بیٹی عمرۃ ہے۔(۶)

بھائیوں پر مصائب

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بھائی معاویہ اور صخر تھے۔ یہ دونوں اپنے قبیلے کے سردار تھے اور اس زمانہ کے عرب کے خوبصورت نوجوان تھے۔

معاویہ بڑا بھائی تھا، اپنی قوم کا سردار، چمکتا ہوا سورج جس کے سامنے آنکھیں چندیا جائیں، جود و سخا اور ہدایا دینے میں انتہا کو پہنچا ہوا، انتہائی طاقتور، گھڑ سواری میں اس کا کوئی مقابل نہیں سوائے درید بن صمہ کے جو بنو جشم قبیلے کا شہسوار تھا۔ اسی وجہ سے معاویہ اور درید آپس میں دوست اور ایک دوسرے کے حلیف تھے۔

ایک روز معاویہ بازار عکاظ گیا اور وہاں وہ اپنی خوبصورتی اور گھڑ سواری کے جوہر دکھا رہا تھا کہ اس دوران اس کی ایک عورت سے وہاں ملاقات ہوئی جو بہت ہی خوبصورت تھی۔ معاویہ کو اس کی خوبصورتی بھا گئی اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ بدکار عورت ہے اس کو دعوت گناہ دینے لگا۔ عورت نے اس کو اس حرکت سے روکا اور کہا کہ تم جانتے نہیں میں کون ہوں؟ میں ایک عرب کے سردار کے پاس ہوں اس کا نام ہاشم بن حرملہ غطفانی ہے۔

عورت کے اس طرح سے جواب دینے پر معاویہ کو جوش آیا اور اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تم کو اس سے جدا کر دوں گا۔

عورت نے بھی کندھے اچکا کر چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا اور اس کا معاملہ دیکھ لیں گے۔

یہ عورت ہاشم کے پاس آئی اور اس نے سارا واقعہ اس کو کہہ سنایا اور معاویہ کی بات بھی اس کو بتادی۔ ہاشم یہ سنتے ہی غصہ میں آگیا اور غصے کی حالت میں معاویہ کے پاس گیا اور کہا کہ یہ جو کچھ میں نے سنا ہے کیا وہ سچ ہے؟

معاویہ نے کہا ہاں! میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری عورتوں کی آوازیں سنوں کہ وہ تم پر نوحہ کر رہی ہوں۔

ہاشم نے بھی معاویہ کے بالوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا (معاویہ کے بال اس طرح چمکتے تھے گویا ان پر تیل لگایا ہوا ہے حالانکہ تیل نہیں لگا ہوتا تھا) میں بھی چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ان بالوں سے بری ہو جاؤں (یعنی قتل کی دھمکی دی)

چانچہ کچھ ہی دنوں بعد معاویہ بنو مرہ سے لڑنے کے لئے بنو سلیم کا لشکر لے کر نکلا۔ اس کے بھائی صخر نے منع بھی کیا لیکن اس نے اپنے بھائی کی ایک نہ سنی۔

جب معاویہ کا لشکر بنو مرہ کے علاقے میں پہنچا تو وہاں اس کے لشکر والوں نے دیکھا کہ پرندے ان کے لشکر پر منڈلا رہے ہیں اور ہرن ادھر سے ادھر بھاگ رہے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے بدفالی لی اور معاویہ کو واپس چلنے پر مجبور کیا آخر کار معاویہ اپنے لشکر کو لے کر واپس اپنے علاقے میں چلا گیا۔

ہاشم کو جب اس واقعہ کا معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ معاویہ بزدلی کی وجہ سے واپس چلا گیا ہے۔

معاویہ کو ہاشم کی یہ بات معلوم چلی تو وہ بہت برانگیختہ ہوا اور اس نے دوبارہ لشکر تیار کیا اور اگلے سال لڑائی پر مصر ہو کر نکلا لیکن اس کے ساتھیوں نے ادھر ادھر پھرنے والے ہرنوں کو پھر بدفالی شمار کیا اور سارا لشکر واپس چلا گیا صرف ۱۹ آدمی اس کے ساتھ رہ گئے ان میں ایک بوڑھا شخص عبدالعزی بھی تھا اور یہ جنگ کے ارادے سے نہیں آیا تھا۔

معاویہ اور اس کے ساتھیوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور ایک گھاٹ پر پانی پینے آئے۔ وہاں قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے اس کو پہچان لیا (قبیلہ جہینہ بنو مرہ قبیلے کے حلیف تھے) تو وہ فوراً ہاشم کے پاس آئی اور اس کو خبر دی کہ معاویہ اپنے ۱۹ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے لڑنے آرہا ہے اور وہ بہت ہی قریب ہے۔

ہاشم کو یقین نہ آیا اور اس کو شک ہوا کہ معاویہ اتنے کم افراد کے ساتھ لڑنے نہیں آسکتا۔ ہاشم نے اس عورت کو کہا کہ ہو سکتا ہے کہ تم پر تشبیہ ہو گیا ہو وہ معاویہ نہ ہو کوئی اور ہو۔

لیکن جب اس عورت نے معاویہ کا ایک ایک حلیہ بیان کر دیا تو ہاشم کو یقین آگیا اور وہ اپنے بھائی درید اور اپنی قوم کا ایک لشکر لے کر اس سے لڑنے کے لئے نکلا۔

دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی اور بالآخر معاویہ اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہو گیا۔

صخر کو جب اپنے بھائی معاویہ کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ بنو مرہ کے پاس پہنچا اور ان سے پوچھا کہ معاویہ کو کس نے قتل کیا ہے۔ تو ہاشم نے اپنے اور اپنے بھائی درید کی طرف اشارہ کیا۔

صخر نے پوچھا: کیا تم نے اس کو کفن دفن بھی کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں! دو چادروں میں کفن دفن کیا ہے۔

صخر نے کہا کہ مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ جب وہ اس کی قبر پر پہنچا تو خوب جزع فزع کرنے لگا۔ پھر اس کے گھوڑے شماء کے بارے میں دریافت کیا تو وہ اس کو دے دیا گیا۔

صخر نے ان کو کہا کہ میں ضرور اسی گھوڑے پر تم سے لڑائی کے لئے آؤں گا اور تم لوگوں کو ضرور قتل کروں گا۔ قتل کی دھمکی دے کر وہ وہاں سے چل پڑا۔ راستے میں بنو غطفان کے لوگوں نے اس کا پیچھا بھی کیا لیکن وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔

چنانچہ ایک سال بعد وہ شماء گھوڑے پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے نکلا۔ اس نے بنو مرہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا جن میں درید بھی تھا اور اس نے اپنے بھائی کا بدلہ لے لیا۔

پھر صخر ذی اثل (عرب کا ایک دن) کے دن بنو خفاف کا قائد بن کر نکلا اور بنو اسد بن خزیمہ پر حملہ آور ہوا۔ اس نے بنو اسد کو شکست فاش دی اور خوب غنیمتیں اور قیدی حاصل کیے۔ لیکن اس لڑائی میں اس کو نیزے کا ایک زخم لگا اور یہ ایسا زخم تھا کہ جس سے بڑے سے بڑا بہادر بھی مر جاتا ہے لیکن یہ مرا نہیں لیکن اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ نہ زندوں میں تھا نہ مردوں میں۔ اس حالت میں یہ ایک سال سے زیادہ زندہ رہا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ ان دونوں بھائیوں کے قتل کے بعد ہی حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی جزع وفزع اور مرثیہ خوانی شروع ہوئی بالخصوص صخر کی موت کے بعد ان کا رنج والم شدت اختیار کر گیا کیونکہ صخر بڑا محسن، محبت کرنے والا اور دلیر تھا۔ (۷)

سن ۸ ہجری جس وقت وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہو رہے تھے اسی میں ایک وفد بنو سلیم کا بھی آیا جن میں حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال کی تھی۔ (۸)

حزن وملال

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد خنساء اپنے بھائیوں پر بے صبری سے رونا دھونا بند کر دیتی اور دین سے صبر و تسلی پا کر جاہلیت کا راستہ چھوڑ دیتی لیکن صخر کا صدمہ جانکاہ اس کے لئے صبر

وسکون سے بالاتر اور ناقابل برداشت تھا۔ چنانچہ وہ برابر اس پر روتی رہی اور مرثیے کہتی رہی یہاں تک کہ کثرت رنج و غم سے اس کی بینائی جاتی رہی۔(۹)

ایک مرتبہ حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا استقبال کیا اور پھر ان کی حالت دیکھ کر ان کو نرمی سے سمجھانے لگیں کہ یہ سوگ وغیرہ اسلام کے ممنوعات میں سے ہے، اسلام ہمیں گریہ وزاری اور سوگ سے روکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے لیکن میں نے سوگ کا کوئی لباس نہیں پہنا۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے اس کی ممانعت کا معلوم نہ تھا۔

یہ جواب سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ملامت کرنا چھوڑ دیا اور پوچھنے لگیں کہ آپ کی یہ حالت جو میں دیکھ رہی ہوں کیسے ہو گئی؟

انہوں نے سارا قصہ کہہ سنایا اور جو کچھ ان کے بھائیوں کے ساتھ ہوا تھا اور ان پر جو مصیبتیں آئی تھیں کہہ سنائیں، اور ان کے عمدہ اخلاق واطوار کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اگر اسلام ان چیزوں سے منع کرتا ہے تو اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جانے دیا اور کچھ نہ کہا۔(۱۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا مکالمہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ ان کے چچا کے بیٹوں نے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی گریہ وزاری کی شکایت کی اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! انہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں رونے کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو زخمی کر رکھا ہے۔ اگر آپ ان کو روکیں تو امید ہے کہ وہ اس سے رک جائیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ نے اپنی آنکھوں کے گوشے کو کیوں نم اور زخمی کر رکھا ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میری گریہ وزاری اور رنج والم قبیلہ مضر کے سرداروں پر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کب تک روتی رہو گی اے خنساء! اللہ سے ڈرو اور موت کا یقین رکھو۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور بھائیوں پر روتی ہوں جو قبیلہ مضر کے بہترین لوگ اور سردار تھے۔ اور میں موت کا یقین رکھتی ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جو تم کر رہی ہو اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے ہمیشہ رہنا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رہتے۔ اور جن پر تم رو رہی ہو وہ زمانہ جاہلیت میں مارے گئے ہیں اور جہنم کا انگارا بن چکے ہیں۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تو میرا رونا اور رنج و غم اور زیادہ بڑھ جائے گا اور اب میرا رونا ان کے جہنم میں جانے کی وجہ سے ہوگا۔ (۱۱)

آخر کار تقاضائے عمر، مرور ایام اور مذہب نے ان کے زخم جگر کو مندمل کر دیا اور رنج والم ان کا اپنے بھائیوں پر سے ختم ہو گیا۔

اولاد کے ذریعے آزمائش

اولاد انسان کے لئے ایک سہارا اور سکون کا باعث ہوتا ہے لیکن بسا اوقات یہی اولاد آزمائش بھی بن جاتی ہے۔

اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

انما اموالکم واولادکم فتنۃ

''تمہارا مال اور اولاد تمہارے فتنہ (آزمائش) ہے'' (۱۲)

اسی آزمائش سے حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی گزرنا پڑا اور یہ آزمائش ان پر اپنے بھائیوں سے بھی زیادہ تھی۔

ابو شجرہ کا مرتد ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس وقت ہر جگہ ارتداد کا فتنہ پھیلا ہوا تھا، ہر کوئی اسلام سے منحرف ہو رہا تھا انہی میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا ابو شجرہ بھی اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر بھیجا تھا تو بدقسمتی سے یہ (ابو شجرہ) مرتدین کی طرف سے شریک تھا اور کئی مجاہدین کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگا تھا۔ (۱۳)

چار بیٹوں کی شہادت کے ذریعے آزمائش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۱۶ھ میں جنگ قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئین۔ لڑکوں کو لڑائی سے ایک دن پہلے بہت نصیحتیں کیں اور لڑائی کی شرکت پر بہت ابھارا۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی وصیت

کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نصب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آخرت باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

''اے ایمان والو! تکالیف پر صبر کرو اور (کفار کے مقابلہ میں) صبر کرو اور مقابلہ کے لئے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو جاؤ'' (۱۴)

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ انشاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبر وار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا تھا اور جب شہید ہو جاتا تھا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو چاروں کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا، مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ (۱۵)

شاعرانہ خصوصیات

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی مایہ ناز اور بلند مرتبہ شاعرہ تھیں۔ عرب کی شاعر عورتوں میں اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد کوئی ایسی عورت نہیں گزری جو متانت شعر، نزاکت لفظ اور

حلاوت صوت میں خنساء سے بازی لے جاتی بلکہ بسااوقات وہ ان صفات میں مایہ ناز شعراء سے مقابلہ کرتی ہے۔ فخر و مرثیہ کا حصہ اس کی شاعری میں زیادہ ہے۔ فخر میں اس لئے کہ اس کا باپ قوم کا سب سے بڑا اور معزز شخص تھا اور اس کے دونوں بھائی مضر قبیلہ کے بہترین فرد تھے۔ مرثیہ میں اس لئے کہ باپ اور بھائیوں کی موت نے اس کو سخت صدمہ پہنچایا اور اس نے ان پر بہت زیادہ رنج و غم کیا۔ اور غم کا خاصہ ہے کہ وہ احساسات میں شدت اور جذبات میں نزاکت پیدا کر دیتا ہے۔ جب یہ ایک مرد کی طبیعت میں جوش و روانی پیدا کر دیتے ہیں تو پھر ایک عورت کی طبیعت میں یہ کس درجہ اثر انداز نہ ہوں گے؟ اپنے بھائیوں کے قتل ہونے سے پہلے وہ دو یا تین شعروں سے زیادہ نہ کہتی تھی لیکن جب وہ مارے گئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو اور دل سے اشعار امڈنے لگے۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے نہایت پر سوز، حیرت انگیز و بے نظیر مرثیے کہے۔(۱۶)

اس کی شاعری میں تکرار بھی پایا جاتا ہے اس لئے کہ یہ اپنی شاعری میں ایک ہی طرز پر قائم رہی ہے اور وہ ہے مرثیہ اور رنج والم۔

بہر حال خنساء اپنی شاعری میں جاہلانہ اور بدویانہ طرز ہی پر قائم رہی اور اسلام سے متاثر نہ ہوئی نہ تھوڑا نہ بہت۔

ان کی شاعری کے بارے میں اقوال وآراء

علماء شعراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں میں ان سے بڑی شاعرہ نہ ان سے پہلے کبھی آئیں اور نہ بعد میں۔ اور یہی عورتوں میں سب سے بڑی شاعرہ ہیں۔

بشار کا قول

بشار کا قول ہے کہ کوئی بھی عورت جب شعر کہتی ہے تو اس کے کلام میں کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا خنساء بھی ایسی عورتوں میں سے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ وہ شاعری میں مردوں پر بھی غالب ہے۔ اس لئے کہ اس کی شاعری میں مردانہ زور بیان اور زنانہ رقت و سوز اور نزاکت یکجا ہیں۔(۱۷)

نابغہ ذبیانی کا قول

نابغہ ذبیانی کا قول ہے کہ خنساء جن و انس میں سب سے بڑی شاعرہ ہیں۔(۱۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اشعار کو پسند فرمانا

جب خنساء رضی اللہ تعالی عنہا وفد کے ساتھ اسلام لے آئیں تو اس وقت انہوں نے شعر پڑھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اشعار سنے اور بہت پسند فرمائے اور مزید سنانے کی فرمائش کی اور فرمایا:

هیه یاخناس! ویؤمی بیده

''اور سناؤاے خناس!'' (۱۹)

آپ ﷺ اور عدی بن حاتم کا مکالمہ

عدی بن حاتم نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بڑا شاعر بھی ہے، سب سے بڑا سخی بھی ہے اور سب سے بڑا شہسوار بھی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! ان کے نام تو بتاؤ۔تو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑا شاعر تو امرؤالقیس ہے۔اور سب سے بڑا سخی حاتم بن عدی (یعنی میرے والد) ہیں اور سب سے بڑا شہسوار عمرو بن معدیکرب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! ایسی بات نہیں ہے۔سب سے بڑی شاعرہ خنساء بنت عمر ہیں۔اور سب سب زیادہ سخی محمد یعنی میں خود ہوں اور سب سے بڑا شہسوار حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔(۲۰)

ان کی شاعری کا نمونہ

صخر کے مرثیہ میں یہ کہتی ہیں:

اعینی جودا ولا تجمدا   الا تبکیان لصخر الندی؟
الا تبکیان الجرئ الجمیل   الا تبکیان الفتی السید!
رفیع العماد، طویل النجا   د، ساد عشیرته امردا

''اے میری آنکھو! خوب آنسو بہاؤ اور خشک نہ ہو جاؤ، کیا مجسمہ جود وسخا صخر کے لئے تم آنسو نہیں بہاؤ گی؟ کیا اس خوبصورت بے باک جوان مرد پر تم سوگ نہیں کرتیں؟ کیا اس نوجوان سردار پر تم نہیں روتیں؟ جس کے خیمہ کے ستون بلند تھے، قدآور ہونے کی وجہ سے جس کی تلوار کا پرتلہ لمبا تھا، اور جو ڈاڑھی نکلنے سے پیشتر ہی نوجوانی میں ہی اپنی قوم کا

سردار بن چکا تھا۔"

مرثیہ و فخر میں وہ کہتی ہے:

تعرتنی الدھر نھسا وحزّا   وارجعنی الدھر ترعا وغمزا
وافنٰی رجالی فبادوا معاً   فاصبح قلبی بھم مستفزّا
کان لم یکونوا حمی یتقی   اذا الناس فی ذاك من عز بزّا

"زمانہ نے تکا بوٹی نوچ کر میرا تمام گوشت کھالیا اور مار کوٹ کر مجھے بہت دکھ درد پہنچائے، میرے آدمیوں کو تباہ کردیا اور وہ سب ایک ساتھ مر گئے، انہی کی وجہ سے میرا دل بے چین اور بے قرار ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی لڑائی میں جب کہ غالب آنے والا مال چھین لیتا ہے، وہ مرنے والے پناہ گزینوں کے لئے کبھی جائے پناہ ہی نہ تھے۔"

اس کے دیگر اشعار:

ان الزمان وما یفنی لہ عجب
أبقی لنا ذنباً واستؤصل الراس
ان الجدیدین فی طول اختلا فھما
لا یفسدان ولکن یفسد الناس

"زمانہ اور اس کی لافانی گردشیں بھی عجیب کرشمے دکھاتی ہیں، انہوں نے ہمارے لیے دُم کو تو باقی چھوڑ دیا اور سر کو جڑ سے کاٹ دیا، یہ دن ورات باوجود بار بار آنے جانے کے نئے رہتے ہیں اور ان میں خرابی پیدا نہیں ہوتی لیکن لوگوں میں تغیر اور خرابی ہوتی ہے۔" (۲۱)

وفات

یہ اپنے بیٹوں کی وفات کے بعد کئی سال تک زندہ رہیں اور بادیہ میں ان کا انتقال ہوا۔

ان کی سن وفات میں اختلاف ہے کہ ان کا انتقال کس زمانہ میں ہوا۔

مشہور قول اس میں ۲۴ھ اور ۲۶ھ ہے۔ اور یہ بات قرائن سے معلوم ہوئی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اول خلافت تک یہ زندہ رہیں ہیں۔(۲۲)

مراجع

* http://what-when-how.com/literature/al-khansa-literature

۱۔ تاریخ ادب عربی، استاذ احمد حسن زیات، ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی، شیخ علامہ علی اینڈ سنز، لاہور، 1961، صہ 240

۲۔ احمد الھاشمی، جواہر الادب، مؤسسۃ المعارف، بیروت، الجزء الاول، ص ۱۲۷، ۱۲۸

۳۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، دار المعارف، بیروت، ص ۲۳

۴۔ ایضاً ص ۳۳

۵۔ ایضاً ص ۳۳

۶۔ ایضاً ص ۳۶، ۳۹

۷۔ ایضاً ص ۴۰

۸۔ ایضاً ص ۲۳

۹۔ تاریخ ادب عربی، ترجمہ ڈاکٹر طاہر سورتی، ص ۲۴۰

۱۰۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، دار المعارف، طبعہ ثانیہ، 1963، ص ۴۶

۱۱۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، ص ۴۷، دار المعارف

۱۲۔ سورۃ التغابن

۱۳۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، ص ۴۸، دار المعارف

۱۴۔ سورۃ آل عمران: ۲۰۰

۱۵۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، ص ۴۹، دار المعارف

۱۶۔ تاریخ ادب عربی، ترجمہ ڈاکٹر طاہر سورتی، ص ۲۴۱

۱۷۔ احمد الھاشمی، جواہر الادب، مؤسسۃ المعارف، بیروت، الجزء الاول، ص ۲۸

۱۸۔ دیوان الخنساء، شرح حمدو خماس، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، الطبعہ الثانیہ، 2004، ص ۵

۱۹۔ محمد مہدی الاستنبولی، نساء حول الرسول، ص ۲۵۷

۲۰۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، ص ۶۶، دار المعارف

۲۱۔ تاریخ ادب عربی، ترجمہ ڈاکٹر طاہر سورتی، ص ۲۴۱

۲۲۔ نوابغ الفکر العربی الخنساء، ڈاکٹر بنت شاطی، ص ۵۴، دار المعارف